تبع.........شاہِ یمن

تبع یمن کے بادشاہ کا لقب تھا اس تبع کا نام اسعد بن کلیکرب تھا (۱) اس کے ساتھ چار سو علماء یہود تھے اس نے یثرب کے یہودی علماء سے حضور انور ﷺ کی بشارت اور یہاں تشریف آوری کے حالات سنے تو مشرف بہ اسلام ہو گیا یعنی آپ کی بعثت سے سات سو سال پہلے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

شہدت　علی　احمد اَنہ
رسول　من　اللہ　باریٔ　النسم
فلو　مد　دھری　الیٰ　دھرہ
لکنت　وزیراله　و　ابن　عم

(کتب سابقہ میں اسم گرامی احمد ہے۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ﷺ)

جیسا کہ ورقہ بن نوفل مکہ مکرمہ کے عیسائی عالم نے اظہار عقیدت کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا　لا تسبّوا تُبعاً فانہ کان مومنا

اور بخاری شریف میں ہے۔

لا تسبّواتبعاً فانہ اوّل ماکسی الکعبہ

کیونکہ یمن زمانہ قدیم سے پارچہ بافی کا مرکز تھا اس لئے کعبہ شریف کا غلاف بھی یمن ہی سے آیا تھا خود سید دو عالم ﷺ نے یمنی کپڑوں کو زیب تن کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فریاد اور عشق و فراق کو یوں ادا فرمایا۔

بروں　آور　سراز　بردیمانی
کہ　صبح　تست　صبح　زندگانی

سید دو عالم ﷺ کے نعلین مبارکین طائف سے تیار کردہ چمڑے سے بنائے جاتے تھے جامی ہی نے فرمایا

ادیمے　طائف　نعلینِ　پاکن
شراک　از　اشتہا　جان　ماکن

غزوہ احد کے ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے۔ احد پہاڑ مدینے کے شمال میں شرقاً غرباً کم و بیش بہ خط مستقیم پھیلا ہوا ہے۔ تقریباً وسط میں اس میں ایک جگہ خماد آتا ہے اور نیم دائرے یا گھوڑے کے نعل کی شکل کا ایک کافی وسیع میدان بن گیا ہے۔ اس کے عقبی یعنی شمالی حصے میں ایک بہت ہی تنگ درے سے

گذرنے سے اندر مزید کھلے یا محفوظ میدان مل جاتے ہیں۔ احد سے جنوبی دامن میں وادی قناۃ ہے اس کے جنوب میں جبل عینین ہے جسے اب جبل الرماۃ کہا جاتا ہے۔ شمال میں احد کے دامن میں جو کھلا میدان ہے اس میں پانی کے دو چشمے اب بھی ہیں اور کوئی تعجب نہیں جو انہیں چشموں کے باعث جبل الرماۃ کو جبل عینین یعنی دو چشموں کا پہاڑ کہا جاتا ہے۔

یہ تو ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی حال فرانس کی تحقیق ہے جسکو انہوں نے بہ چشم خود ملاحظہ فرمایا (۱۹۴۵ سے پہلے) اس گناہ گار نے جنوری ۱۹۳۹ء میں خود ان گناہ گار آنکھوں سے وہ میدان رفیع الشان دیکھا سید الشہدا کے مزار پر انور کے پہلو میں پانی کا چشمہ تھا اور ایک نیم کا پودا تجلی پہ تھا جسکا تہہ تہہ بہ زبان حال یہ کہہ رہا تھا۔

ہر گز نمیرد آنکہ زندہ شد دلش بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سید دو عالم ﷺ کا ظہور قدسی نہ اتفاق تھا نہ اکتسابی تھا بلکہ اس کا فیصلہ حضرت آدم علیہ السلام کے معبود میں آنے سے پہلے ہو چکا تھا جس کا علم سید دو عالم ﷺ کو تھا اس لئے ارشاد فرمایا

كنت نبيّا و آدم لمنجدل من الماء و الطين

اس لئے ہر نبی علیہ السلام بلکہ جنات اور کاہنوں نے ظہور قدسی کی خبر دی تھی سید دو عالم ﷺ کے جد اعلیٰ کعب بن لوی ہر جمعہ کو قریش مکہ کو جمع کر کے ایک منظوم خطبہ پڑھا کرتے تھے جس کے مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے۔

على غفلة يأتىَ النبى محمد
فَيخبر اخباراً صدوقا خبيرها
يااليتنى شاهداً فحواء دعوته
حين العشيرة تبغى الحق خذلانا

مدینہ منورہ (سابق یثرب) میں خاندان اوس کے مورث اعلیٰ اوس نے مندرجہ ذیل وصیت فرمائی تھی

فان لنا ربا فوق عرشه
عليما بما يأتى من الخير والشر
الم ياتى قومى ان لله دعوة
يفوز بها اهل السعادة والبر
اذا بعث المبعوث من آل غالب
بمكته فيما بين زمزم والحجر
هنالك فابغوا نصره ببالاد كم

بنی عامر ان السعادۃ فی النصر

چونکہ یثرب میں اھل الکتاب (یہود) کافی آباد تھے بلکہ ساری آبادی ان ہی کی تھی اور وہ سید دو عالم ﷺ کی عظمت اور عند اللہ قبولیت کے اس قدر قائل اور معترف تھے کہ حسب ارشاد خداوندی

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا (الایہ سورۃ بقرہ ۸۹)

کفار اور مشرکین سے مقابلہ میں فتح کی دعائیں آپ کی ذات گرامی کو وسیلہ بنا کر کرتے تھے۔ یہودیوں کے علماء اور احبار کے ہاں آپ کی تشریف آوری اس قدر یقینی تھی کہ جب یمن سے عیسائی بادشاہ تبع نے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو احبار یہود نے اسے منع کرتے ہوئے یہ وجہ بیان کی کہ یہ بستی نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔ تبع کی طرف مندرجہ ذیل شعر منسوب ہے۔

روحیٰ الیّ نصیحتہً کی ازدجر

عن قریہ محجورۃ بمحد

چنانچہ تبع واپس چلا گیا مگر جاتے جاتے ایک مکان خرید کر احبار یہود کے سردار کے حوالے کیا کہ یہ مکان اس نبی آخر الزمان ﷺ کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ جب وہ تشریف لائیں تو اس میں رونق افروز ہوں اکثر سیرت نگاروں نے فرمایا کہ یہی وہ مکان تھا جس میں میزبان شہنشاہ دو عالم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فروکش تھے۔ چنانچہ سید دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ فرمایا تو کئی مقامات پر آپ کو فروکش ہونے کی درخواست کی گئی حتیٰ کہ ایک مقام پر آپ ﷺ کی ناقہ مبارکہ کی پر نور اور پر اسرار مہار بھی پکڑی گئی مگر حضور انور ﷺ نے فرمایا

اترکوناقتی فانہاما مورۃ

میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی اور حضور انور ﷺ اس دو منزلہ مکان کی نچلی منزل میں رونق افروز ہو گئے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پورے عرب بلکہ بیرونی دنیا میں بھی آپ کی مدینہ منورہ تشریف آوری مشہور اور معروف تھی۔ خصوصاً قبیلہ بنو نجار تو جان و دل کو فرش راہ اس لئے بنائے ہوئے تھے کہ سید دو عالم ﷺ کی جدہ عالیہ سلیم بنت عمرو بن زید حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ ماجدہ اسی قبیلہ سے تھیں اور حضور انور ﷺ نے جبکہ آپ کی عمر اس عالم ناسوتی میں تقریباً ۶ سال تھی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ اسی قبیلہ کو اپنے قدوم سے مشرف فرمایا تھا آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"میں نے قبیلہ عدی بن النجار کے کنویں میں تیرنا سیکھا تھا"۔

یعنی مدینہ منورہ کے ساتھ آپ کا تعلق دیرینہ تھا اس لئے جب اہل مدینہ کو اس کا علم ہوا کہ سید دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ کو چھوڑ چکے ہیں ان کو یقین تھا کہ آپ مدینہ منورہ ہی تشریف لائیں گے۔ اسی انتظار میں عورتیں اپنے

مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر مکہ مکرمہ سے آنے والے راستے کو دیکھا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک دن دوپہر کے قریب دو اونٹوں کا ایک مختصر قافلہ جس میں سید دو عالم ﷺ اور آپ کے جاں نثار رفیق غار و مزار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ایک غلام اور ایک راہ بر تھا قبا پہنچا دور سے نظر پڑتے ہی منٹوں میں اوس اور خزرج کے تمام مرد ہتھیار سے سج کر اپنی بستی سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ بڑھ کر ثنیۃ الوداع کی ٹھیکری پر اعزازی دستے کے طور پر راستے کے دونوں طرف جمع ہوگئے چھوٹی لڑکیاں دف بجانے لگیں اور یہ استقبالی شعر پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ:۔

"چودھویں رات کا چاند ہم پر ثنیۃ الوداع سے آشکارا ہوا
ہم پر اس وقت تک شکر واجب ہے جب تک کہ کوئی عابد خدا کی عبادت کرتا رہے گا۔
اے وہ ذات گرامی جسے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے آپ جیسی چیز لائے ہیں جسکی ہم ضرور اطاعت کریں گے۔"

یہ تو ان اشعار کا لفظی ترجمہ ہے مگر ان اشعار کے ہر ہر کلمہ بلکہ ہر ہر حرف میں عقیدت اور محبت کے وہ جواہر نمایاں ہیں جن کی تشریح ناممکن ہے۔ سید دو عالم ﷺ کو بدر یعنی چودھویں رات کے چاند سے تعبیر کیا گیا۔ اور یہی تعبیر عشاق محبوب رب العالمین ﷺ نے اپنے منثور اور منظوم کلام میں کی ہے۔ ثنیۃ الوداع وہ گھاٹی یا جگہ ہے جہاں اہل مدینہ معزز مہمان کا استقبال کرتے تھے اور جانے والے مہمان کو الوداع کہنے کے لئے یہاں تک آتے تھے اس کلمے میں بھی عجیب تلمیح ہے۔ ثنیۃ الوداع سے چودھویں رات کا وہ چاند طلوع ہوا جس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ کو منور رکھنا ہے۔ اب یثرب "مدینہ منورہ" کے مخصوص اور ممتاز نام کے ساتھ قیامت تک آباد رہے گا۔ ثنیۃ الوداع پر دور عثمانی میں ایک چھوٹی سی خوبصورت اور ممتاز مسجد بنائی گئی تھی مگر سنا ہے کہ اب وہ بھی توحد کی لپیٹ میں آکر ختم کردی گئی ہے۔ کاش شعائر اور مقابر اور مآثر اور مظاہر میں فرق رکھا جاتا تو برکات کا وہی نزول رہتا۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے زائرین حرم اطہر علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام نے احد کا وہ میدان اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان سنگریزوں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کی زیارت کی تھی جن پر صحابہ کرام کے مبارک پاؤں پڑے تھے اور جن پر خود رحمت دو عالم ﷺ کے قدم مبارک پڑے تھے اب وہاں بھی رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے۔ جن میں فلش نما بیت الخلا بن چکے ہیں اور وہاں نالیوں میں پیشاب بہہ رہا ہے۔

بسے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے

زیبائش و آرائش سے زائرین حرمین کا مقصود اور مطلوب نہیں ہوتا بلکہ حقیقی مشتاق کے لئے تو وہاں کے سنگریزے لعل و یاقوت سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں فالی اللہ المشتکی۔

دوسرے اور تیسرے مصرع میں عملی اور قولی عقیدت کا اظہار ہے کہ ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہیں گے کہ داعیٔ اعظم ﷺ کے تشریف لانے پر ہم سب امت دعوت بن گئے۔ اور ہم دلی یقین کا اظہار یوں کر رہے ہیں کہ آپ ہم میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ کلمہ بھی عظیم تشریح کا محتاج ہے جس کا یہ محل نہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گے۔ چنانچہ قرآن کریم شہادت ہے۔

مابدلوا تبدیلا

یوں ہی رحمت دو عالم ﷺ اپنے گھر دار ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں رونق افروز ہوئے تو قبیلہ بنو النجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دف بجا کر اپنا تعارف یوں کرایا۔

نحن جوار من بنی النجار

ہم چھوٹی چھوٹی بچیاں قبیلہ بنو نجار میں سے ہیں۔ جن سے آپ متعارف ہیں۔ آپ پہلے بھی دو بار یہاں تشریف لائے تھے مگر اب تو ہمیں آپ کے ابدی پڑوس کا شرف مل رہا ہے۔

یا حبذا محمداً من جار

محمد ﷺ کے پڑوس سے اور کون سا پڑوس محبوب ہو سکتا ہے۔ علمائے سیرت نے لکھا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ان سعادت مند بچیوں سے یہ پوچھا

"اتحبانی"

کیا تم مجھے محبوب سمجھتی ہو؟

قلن نعم یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے کہا کہ ضرور اللہ تعالی کے رسول ﷺ۔ تو محبوب اعظم ﷺ نے تین بار فرمایا

واللہ احبکن

اللہ تعالی کی قسم میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۶۳)

اسی طرح حبشیوں نے بھی اپنے روایتی جنگی کرتب سے سید دو عالم ﷺ کا استقبال کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ساری بستی منور ہو گئی اور ہر خورد و کلاں خوش ہو گیا۔ یہاں تین باتوں کا عرض کرنا ضروری ہے۔

اول تو یہ قبیلہ بنو النجار اور دوسرے چند قبائل دین حنیفی پر تھے۔ شرک و کفر سے محفوظ تھے جیسا کہ تاریخ الوفود والقبائل میں مذکور ہے کہ

ففقدروی ان اباقیس بن ابی انیس من بنی النجار ترهب فی الجاهلیته وفارق الاوثان وهم بالنصوانیته ثم امسک و تعبد علی دین ابراهیم علیه السلام فلما قدم الرسولؐ المدینته اسلم وحسن اسلامه وهذا یدل من ناحیته اخری علی ان الحنفیته دین ابراهیم علیه السلام کانت بقیته منها معروفانی المدینته وان اصحاب العقول الراحجته الذین کشفوا بفطرتهم بطلان عبادة الاصنام کانوا یلجئون الی الحنیفیته ویعبدون علی مابقی معروفاً عندهم منها (صفحه ۲۱۲)

دوسری بات یہ ہے کہ ان اشعار میں صرف روایتی استقبال نہ تھا بلکہ عقیدہ اور عقیدت کا لافانی اظہار تھا چنانچہ اہل مدینہ کے مردوں نے جس طرح رحمت دوعالم ﷺ پر جاں نثاری کی سعادت حاصل کی خواتین بھی ان سے کم نہ تھیں بلکہ بعض اوقات میں تو سبقت لے گئیں۔ جیسا کہ غزوۂ اُحد میں جب سید دو عالم ﷺ کی حفاظت کی شدید ضرورت تھی۔ تو مدینہ منورہ کی بوڑھی صحابیہ حضرت نسیبہ نے چھتری بن کر حضور انور ﷺ کے جسد اطہر کو تیروں سے محفوظ رکھنے کی سعادت حاصل کی اور حضور انور ﷺ کے اس خطاب لمقام نسیبتہ خیر من فلان فلان سے مشرف ہوئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ دف بجانا یا طبل بجانا اہل مدینہ کا معاشرتی نظام تھا اور حضور انور ﷺ نے بھی اس کو اعلان کے لئے باقی رکھا غزوۂ بدر میں فتح و نصرت کے موقع پر بعض ارباب سیر کے قول کے مطابق جو فتح و نصرت کا طبل بجایا گیا تھا وہ اب بھی ہر شب جمعہ کو سنائی دیتا ہے۔ ایک غیر مطبوعہ رسالہ

طبل نصر بدر تقرب الی یوم الحشر

میں اس کے دلائل موجود ہیں مگر ایسے واقعات کو آج کل کے گانے بجانے کو بطور عبادت کے دلیل بنانا نصوص قطعیہ کے بالکل خلاف ہے۔ نص قرآنی ماکان صلواتہم عند البیت الامکاء و تصدیتہ الایتہ (الانفال ۳۵) اور احادیث متواترہ کی رو سے یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اکابر علماء کرام کی کتابیں اور احقر کا ایک رسالہ گانا بجانا قرآن و حدیث کی روشنی میں ان دلائل سے مملو اور مشحون ہیں

واللہ یہدی السبیل

(۱) تفسیر روح المعانی میں سورۃ الدخان کے پہلے رکوع میں اس کا نام "تبع" مذکور ہے۔ اصل نام "اسعد" تھا (مدیر)